مرتب:
مولانا عبدالرشید صاحب ابن خواجہ محمد نور بخش
کھلن شریف۔ خلیفہ مجاز حضرت صاحب ملفوظاتؒ

مولانا عبدالغفور عباسی مدنیؒ کے

ملفوظات

★

بیعت کا مقصد فرمایا: بیعت جو بزرگانِ دین میں رائج ہے، یہ بیعتِ توبہ ہے، اس بیعت کا مقصد یہ ہے کہ انسان کسی متبعِ شریعت کامل و مکمل شیخ کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر تمام چھوٹے بڑے ظاہری باطنی، گناہوں سے توبہ کرے۔ نیز آئندہ کے لئے پختہ وعدہ کرے کہ حتی المقدور بقیہ زندگی حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مقدس کی پیروی میں بسر کرنے کی سعی کروں گا، اور منہیاتِ شرعیہ سے بچنے کی کوشش کروں گا۔

شیخ کامل وہ ہے جو بقدرِ ضرورت شریعت کا علم جانتا ہو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مطابق زندگی گزارتا ہو۔ اور نفس کے عقبات کسی حد تک طے کر چکا ہو۔ شیخ کا کامل ہونا اور عامل بالسنت ہونا بھی ضروری ہے ـــ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پہ بیعت لیتے تھے کہ چوری نہ کریں گے، زنا نہ کریں گے اور جھوٹ نہ بولیں گے۔ وغیرہ[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تین قسم کی بیعت تھی۔ ۱۔ بیعتِ اسلام ـــ ۲۔ بیعتِ جہاد۔ ۳۔ بیعتِ توبہ۔ یہ بیعتِ طریقت تھی۔ یہ بیعت بزرگوں سے سلسلہ بسلسلہ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔

حضرت فضل علی شاہ قریشیؒ کا ایک واقعہ فرمایا: میرے شیخ حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے اسے فرمایا کہ تم تھکے ہوئے ہو، رات کو آرام کرو۔ صبح کو بیعت کر لیں گے۔ اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس نے حضرت قریشی

---

[1] ملاحظہ فرمائیں الممتحنۃ آیت ۱۲

رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا، آپ نے اس کا ہاتھ اپنے شیخ حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دیا۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس کا ہاتھ اپنے مرشد کے ہاتھ میں دیا۔ اسی طرح سلسلہ بسلسلہ اس کا ہاتھ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پہنچا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر دست قدرت اللہ کا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔ (الفتح آیت ۱۰)	بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

درحقیقت بیعت کرتے وقت جو عہد و پیمان کیا جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے لہٰذا اس وعدہ کو وفا کرنا ہوگا، اسے توڑنا نہ ہوگا۔ تمام گناہوں سے توبہ کرنی ہوگی۔ شرک اور بدعات سے توبہ کرنی ہوگی۔ ڈاڑھی منڈانے اور انگریزی بال سر پہ رکھنے سے توبہ کرنی ہوگی۔ المختصر تمام اخلاق و عادات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کرنے ہوں گے۔

طریقت کا مقصد | فرمایا: طریقت کا مقصد یہ ہے کہ شریعت مقتضائے طبیعت بن جائے۔ میں اپنے مخلصین کو یہ بھی عرض کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بیشمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں ـــــ

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا۔ (ابراہیم آیت ۳۴)	اور اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کر سکو۔

مگر یہ ایک بات بھی سب سے بڑی نعمت سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے دل میں یہ بات القاء کر دے، کہ فلاں جگہ جاؤ وہاں میرا فلاں بندہ ہے، اس سے فیض حاصل کرو۔ یہ ایک نعمت ہے۔ پھر بندہ وہاں پہنچ جائے یہ دوسری نعمت ہے، پھر بندہ اس نیک بندے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر توبہ کرے، یہ تیسری نعمت ہے، ہاتھ میں ہاتھ دینے کے بعد کچھ حاصل کرے۔ اپنی اصلاح کرے ــ یہ چوتھی نعمت ہے ـــ استقامت کے ساتھ صراطِ مستقیم کو محکم پکڑے رکھے یہ پانچویں نعمت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہر جگہ موجود ہیں | فرمایا: میں آپ کو یہ نہیں کہتا کہ میرے ہاتھ پہ بیعت کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے، بزرگانِ دین ہر جگہ موجود ہیں۔ میں تو آپ کو صرف دعوت

الی اللہ دے رہا ہوں نہ کہ دعوت الی النفس۔

میں نے جب پاکستان کے سفر کا ارادہ کیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی یا اللہ میرا یہ سفر آخرت کے لئے ہو، جن بزرگانِ خدا کو مجھ سے فائدہ پہنچے وہ میرے لئے ذریعہ نجات ہو۔ لہذا میں نے اس سفر کا نام اس مناسبت سے "سفرِ آخرت" رکھا ہے۔

خواجہ محمد مظہرؒ اور خواجہ احمد سعید دہلویؒ | فرمایا: جب دہلی پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا اور آپ کو اپنا جھنڈا لٹکانے پر پابندی لگا دی تو آپ خانقاہ کی چابی حضرت ابوسعیدؒ کے حوالے کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

حضرت احمد سعیدؒ نے ایک دن طائف شریف میں ذکر کے حلقے کے بعد فرمایا کہ الحمدللہ فقیر کے دل میں غیر اللہ سے نہ نفع کی امید ہے اور نہ ضرر کا خوف ہے، اور منہیات سے طبعی نفرت پیدا ہوگئی ہے، اور طاعات سے طبعی رغبت ہوگئی ہے اور مدح وذم میرے لئے یکساں ہے کیونکہ موجِ قلب پر جب تجلیاتِ ذاتِ الٰہی کا پرتو ہوتا ہے تو وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے۔ اور فنائے قلبی پیدا ہو جاتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ حضرت آپ پر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک یہ نعمتِ عظیمہ وہی ہے جس کو چاہے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔ لیکن اس کے حصول کے لئے ایک وسیلہ اور سبب ضروری ہے۔ وہ یہ ہے، کسی شیخ کامل مکمل، صاحبِ سنت سے اپنا تعلق پیدا کرے اور عقیدت ٹھیک رکھے۔ اپنے شیخ کے ہر شرعی حکم پر لبیک کہے۔

حضرات صحابہ کرامؓ کی تابعداری کی مثال | فرمایا: حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرامؓ انصار و مہاجرین کو جہاد کے لئے حکم فرمایا۔ انصارؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ ہمیں سمندر کے کنارے پر کھڑا کر کے فرمائیں کہ سمندر میں کود جاؤ تو ہم بغیر حیل و حجت کے سمندر میں کود جائیں گے[1]۔

جب طالب کا اپنے شیخ کے ساتھ فرمانبرداری کا اسطرح کا رابطہ ہوگا تو وہ جلدی فائدہ حاصل کرے گا ـــ حضرت مرشدنا مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وصول الی اللہ بدون رابطہ شیخ نیست۔ اصل سلوک سولہ آنے ہے۔ ان میں سے پندرہ آنے تو رابطہ شیخ ہے اور

---

[1] اس مقام پر بنی اسرائیل کا جواب بھی زیرِ نظر رکھیں جو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا:

"اے موسیٰ ...... سو تو اور تیرا رب جائے۔ اور تم دونوں لڑو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔"
(المائدۃ آیت ۲۴)

باقی ایک آنہ ذکر و اشغال ہیں۔ مگر یہ بات یاد رہے کہ شیخ کا کامل اور عامل بالسنت ہونا ضروری ہے۔ (ورنہ مقصد حاصل ہرگز نہ ہوگا۔)

کشف وکرامت | فرمایا: کشف وکرامت درکار نہیں۔ ایک شخص نے اپنے شیخ کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت میں آپ کی خدمت میں کافی عرصہ رہا ہوں۔ مگر میں نے آپ کی کوئی کشف وکرامت نہیں دیکھی، آپ نے فرمایا کہ کیا اس عرصے میں تم نے میرا کوئی عمل شریعت مطہرہ کے خلاف دیکھا ہے۔ اس شخص نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: بس سب سے بڑی کرامت یہی ہے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ فرماتے ہیں: کشف رابرکفش بزن۔

—— نیز حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

مابرائے استقامت آمدیم — نے پئے کشف وکرامت آمدیم

یعنی ہم شریعت پر استقامت کے ساتھ چلنے کے لئے اس جہان میں آئے ہیں کشف وکرامت حاصل کرنے کے لئے نہیں آئے۔

ہمارے بزرگ فرماتے ہیں: الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ دین پر استقامت کا مرتبہ کرامت سے بڑھا ہوا ہے —— اصل چیز اطاعت اللہ و اطاعت الرسولؐ ہے، اگر ہوا میں اڑنا کرامت ہے تو سب پرندے ہوا میں اڑتے ہیں۔ اور ان کو کوئی بزرگ نہیں کہتا۔ اگر دریا میں تیرنا بزرگی ہے تو سب مچھلیاں پانی میں تیرتی ہیں، انہیں کوئی غوث یا قطب نہیں کہتا۔

کہتے ہیں کہ "سمندر" نامی ایک جانور ہے، اس کا آدھا جسم آگ کا ہے اور آدھا برف کا۔ اللہ تعالیٰ نے آگ اور برف کو جمع کر دیا۔ یہ اس کی قدرت کے کرشمے ہیں، یہ سب قدرت کا کمال ہے۔ حضرت عبدالوہاب شیرانی رحمۃ اللہ علیہ کے وظیفہ میں ہے: سبحان من جمع بین الثلج والنار۔ (وہ ذات پاک ہے جس نے برف اور آگ کو یکجا جمع کر دیا۔)

حضرت شیخ عبدالوہاب شیرانی کو اتنا کشف ہوتا تھا کہ دریا کی مچھلیوں کے نر اور مادہ کو جان لیتے تھے۔ پھر بھی فرماتے تھے یا اللہ! مجھے اپنی محبت اور اطاعت عطا فرما۔ مجھے کشف وکرامت کی ضرورت نہیں۔ اس سے تو مخلوق کے عیوب مجھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔

کشف وکرامت تو صرف سالک کو طریقت کی راہ میں شوق دلانے اور چلانے کیلئے ہوتے ہیں، اس لئے یہ ہر طالب کو حاصل نہیں ہوتے۔ مثال کے طور پر چھوٹے بچے کو جب مدرسے میں پڑھنے کے لئے بھیجتے ہیں تو اسے مٹھائی دیتے ہیں۔ یہ اس لئے دیتے ہیں کہ اس کا دل پڑھنے

میں لگ جائے، اسے اچھی چیزیں کھیلنے کے لئے دیتے ہیں تاکہ مدرسے میں خوشی سے جائے، تو اس سے مقصد بچے کو پڑھانا ہے، کھلونے اور مٹھائی وغیرہ دینا مقصود نہیں۔ بعینہ سالک کیلئے مقصود صرف رضائے الٰہی ہے۔ اس تک پہنچنے کے لئے شوق کشف وکرامات دکھا کر دلایا جاتا ہے۔ یہ مقصود نہیں، بعض لوگوں کے لئے یہ مضر ہوتے ہیں، کیونکہ ان سے وہ مغرور ہو جاتے ہیں۔ ذکر وفکر چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

بعض لوگوں کو جب کشف وکرامت حاصل نہیں ہوتے تو وہ ذکر ترک کر دیتے ہیں۔ یہ بھی نادانی ہے ـــــ جو لوگ کشف وکرامت کے طالب ہیں میں ان کو طالب مولیٰ جل شانہٗ نہیں سمجھتا۔ یہ تو دنیا کے طالب ہیں۔ حقیقتاً طالب مولیٰ جل شانہٗ وہ ہے جو صرف رضائے الٰہی کے لئے اس کا ذکر کرے۔ اگرچہ وہ کوئی کشف وکرامت دیکھے یا نہ دیکھے، لہٰذا اصل مقصد نفس کو شریعت کے تابع کرنا ہے، لوگوں کو مسخر کرنا مقصود نہیں۔

حضرت شیخ جنید بغدادی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ وصول الی اللہ کے راستے اتنے ہیں جتنے نفوس انسانیہ ہیں۔ ولکن کلها مندرجة تحت اتباع السنة النبوية عليه الصلوٰة والسلام۔ (لیکن یہ سب راستے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتباع سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی سنت کی پیروی کے بغیر مقصد حاصل نہ ہوگا۔)

مشائخ ہر زمانہ میں موجود ہیں | فرمایا: ہر زمانہ میں ہر جگہ مشائخ موجود ہیں۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار حضرات انبیاء علیہم السلام مبعوث فرماتے ہیں: ہر نبی کے زیر سایہ ولی ہیں، اور ہر زمانہ میں اتنے اولیاء عظام کا ہونا ضروری ہے، ان کی حیات سے دنیا کی حیات ہے، کیونکہ ان کا وجود ذکر الٰہی کے ہونے کا ذریعہ ہے، اور جب تک دنیا میں ذاکرین کی جماعت موجود ہے تب تک قیامت نہیں آئے گی، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَالَ فِي الْاَرْضِ اللّٰهُ اللّٰهُ۔ (عن حضرت انسؓ مسلم) ـــــ تو بزرگوں کے وجود سے عالم کا وجود ہے۔

طریقہ نقشبندیہ اقرب طریقہ ہے | فرمایا: طریقہ نقشبندیہ تمام طریقوں سے اقرب ہے ہمارے حضرات فرماتے ہیں: الطريقة النقشبندية اقرب الطرق الوصول الى الله۔ (طریقہ نقشبندیہ وصول الی اللہ کے لئے قریب ترین طریقہ ہے) ؎

نقشبندیاں عجب قافلہ سالار اند ۔۔۔ کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را
ہمہ شیران جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند ۔۔۔ روبہ از حیلہ چہ ساں بگسلد ایں سلسلہ را

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

اولِ ما آخرِ ہر منتہی - آخرِ ما از حبیب تمنا

عربی میں فرماتے ہیں : بد ایتنا نھایتہ غیرنا - کسی نے عرض کیا پھر آپ کی انتہا کیا ہوگی — فرمایا نہایتنا الوصل العریان -

ہر جگہ مشائخ موجود ہیں، کراچی مشائخ اور علماء سے لبریز ہے، کسی شیخ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر گناہوں سے توبہ کرلو تاکہ آخرت سدھر جائے ۔

حافظ وظیفۂ تو نقط گفتن است وبس — در بند آں مباش کہ شنید یا نہ شنید

ہم نے اپنی ذمہ داری پوری کی ہے، اب آپ اگر عمل کروگے تو آپ کا اپنا فائدہ ہوگا ۔

طریقت اور شریعت | فرمایا : لفظ "طریقت" خود ہی بتا رہا ہے کہ "طریق الی الشرع" یعنی شریعت کے راستے پر چلنا ہی طریقت ہے۔ ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ طریقت اور شریعت میں کیا نسبت ہے -؟ بزرگ نے فرمایا کہ خادمیت اور مخدومیت کی ۔ طریقت خادم ہے اور شریعت مخدوم ہے۔

فنائے نفس کیا ہے | فرمایا : اللہ تعالیٰ کے جو خاص بندے ہوتے ہیں ان کا قلب فنا ہوتا ہے ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہوتا ہے ۔ فنائیت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نفس کی تمام قباحتیں اور رذائل فنا ہو جائیں ۔ اور بقاء کا مقصد یہ ہے کہ اخلاق حمیدہ اور صفاتِ جمیلہ باقی ہو جائیں ۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعیؒ کے شاگرد تھے، حضرت امام شافعیؒ اپنے شاگرد کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے کسی شخص نے آپ کو کہا کہ آپ اپنے شاگرد کی زیارت کے لئے کیوں جاتے ہیں ۔ وہ آپ کے شاگرد ہیں، انہیں آپ کی زیارت کے لئے آنا چاہیئے حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا ان زارنی فلفضلہ و ان زرتہ فلفضلہ فالفضل فی الحالین لہ ۔ اگر وہ میری زیارت کو آئیں گے تو اپنی بزرگی کی وجہ سے اور اپنی مہربانی سے اور اگر میں ان کی زیارت کے لئے گیا ہوں تو ان کے بزرگ ہونے کی وجہ سے ۔ دونوں حالتوں میں انہیں کی فضیلت ہے ۔ یہ غایت درجہ کی خشیت اور تواضع ہے ۔

حضرت امام شافعیؒ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ کے شاگرد ہیں، اور حضرت امام مالکؒ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں ۔ تو حضرت امام ابوحنیفہؒ امام الامام اور استاذ الاستاذ ہوئے، یہ بڑا شرف ہے ۔

—— باقی آئندہ ——